قطعاتِ اقبال دَر ہیئتِ رباعی

محمد اجمل سروش

Muhammad Ajmal Sarosh

M.Phil Scholar, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

"This article differentiates between the genres of Qata and Quartrain. Both of these poetic genres reflect Iqbal's poetic experience and his experties in composing these genres."

اصنافِ سخن میں سے قطعہ اور رباعی دو ایسی شعری اصناف ہیں جن میں بہ ظاہر فرق نظر نہیں آتا لیکن دونوں کی ہیئت جدا جدا ہے اور دونوں میں تفارق کی وجہ اوزان کے علاوہ ہیئت بھی ہے۔

''قطعہ'' کے لغوی معانی ''ٹکڑے'' کے ہیں۔ قطعہ، ابتداً غزل ہی کا حصہ رہا ہے۔ ایک ہی مضمون کے حامل اشعار جب غزل میں آجاتے تو شعرا ان کے ابتدائی مصرعے کے ساتھ ''ق'' لکھ دیتے تھے جس کا مطلب یہ باور کرانا ہوتا تھا کہ یہاں سے ''قطعہ'' کے اشعار شروع ہوگئے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ''قطعہ'' کی بہ طور الگ صنفِ سخن شناخت قائم ہوگئی اور شعرا مختلف عنوانات کے ساتھ کم از کم چار مصرعوں پر مشتمل مسلسل مضمون کو ''قطعہ'' کہنے لگے۔ ''قطعہ'' کے لیے کم از کم اشعار کی تعداد دو ہے اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی قید نہیں۔ ''قطعہ'' کا پہلا مصرع غیر مقفیٰ ہوتا ہے یعنی قطعے کے لیے مطلع کا ہونا لازم نہیں جب کہ رباعی، دو شعروں پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کا صرف تیسرا مصرع غیر مقفیٰ ہوتا ہے۔ ''قطعہ'' کسی بھی وزن میں کہا جا سکتا ہے لیکن رباعی کے اوزان مقرر ہیں۔ اگر رباعی کا تیسرا مصرع بھی ہم قافیہ ہو تو اُسے ''رباعی غیر خصی'' کہتے ہیں۔ اِن دونوں اصناف میں جو قدرِ مشترک ہے وہ مضمون کا تسلسل ہے۔ قطعے میں بھی ایک ہی مضمون کو بہ تدریج بیان کیا جاتا ہے اور رباعی میں بھی مضمون کے تسلسل و ربط کو پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ رباعی کی کام یابی کا انحصار اور دارومدار چوتھے مصرعے پر ہوتا ہے۔ پہلے تین مصرعوں میں کہی گئی بات کو چوتھے مصرعے میں سمیٹا جاتا ہے یعنی چوتھا مصرع رباعی کی جان ہے اور بیان کیے گئے مضمون کا نتیجہ وماحصل ہوتا ہے۔ سید نصیر الدین نصیر گیلانی لکھتے ہیں کہ:

> ''مصرع اوّل میں بات کی بنیاد رکھی جاتی ہے، مصرع دوم میں اُسے ذرا پھیلایا جاتا ہے، مصرع سوم میں بات کا رخ نتیجے کی طرف موڑا جاتا ہے اور مصرع چہارم میں فیصلہ کُن بات کردی جاتی ہے گویا اس طرح رباعی کے چاروں

مصرعوں میں لفظی و معنوی ربط کا ہونا بھی از حد ضروری ہوتا ہے وہ یوں کہ پہلے سے چوتھے مصرعے تک بیان کردہ مضمون میں کوئی ایسا لفظی و معنوی قرینہ ساتھ ساتھ چلتے رہنا چاہیے جو چاروں مصرعوں کو دائرۂ ربط میں رکھے۔ رباعی گو کے لیے یہ خاصا مشکل اور ریاضت طلب مرحلہ ہوتا ہے۔‘‘(۱)

بعض شعرا قطعہ اور رباعی کے متفرقات کا لحاظ نہیں رکھتے جس کی وجہ سے دونوں اصناف میں محض وزن ہی کا فرق باقی رہ جاتا ہے اس طرح عروض نا آشنا حضرات قطعہ اور رباعی میں فرق نہیں کر پاتے۔ اقبال مجتہد شاعر تھے انھوں نے جہاں شاعری کو فکری اور موضوعاتی اجتہاد سے وسعت بخشی وہیں ان کے کلام میں نظم کی مختلف ہیئتوں کی بھی آمیزش دکھائی پڑتی ہے۔ انھوں نے اوزانِ رباعی سے صرفِ نظر کرتے ہوئے رباعی کی ہیئت میں قطعات کہہ کر دونوں اصناف کے مابین حدِ امتیاز کو ختم کرنے کی سعی بھی کی۔ اقبال کے اس اجتہاد کی وجہ سے ایک عام قاری ان کے قطعات کو رباعیات سمجھتا ہے لیکن جو عروض شناس ہیں وہ جانتے ہیں کہ رباعی صرف اپنے مخصوص اوزان ہی میں کہی جا سکتی ہے۔

اوزانِ رباعی کی تخریج بحرِ ہزج مثمن سالم (مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن) سے ہوتی ہے۔ اوزانِ رباعی کی تعداد چوبیس ہے جو دو دائروں ’’اخرب‘‘ اور ’’اخرم‘‘ میں منقسم ہیں، تفصیل درج ذیل ہے:۔

دائرۂ اخرب کے اوزان

۱۔	اخرب	مقبوض	مکفوف	مجبوب	مفعول مفاعلن مفاعیل فَعَل
۲۔	اخرب	مقبوض	مکفوف	اہتم	مفعول مفاعلن مفاعیل فعول
۳۔	اخرب	مقبوض		ابتر	مفعول مفاعلن مفاعیلن فع
۴۔	اخرب	مقبوض		ازل	مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
۵۔	اخرب	مکفوف		مجبوب	مفعول مفاعیل مفاعیل فَعَل
۶۔	اخرب	مکفوف		اہتم	مفعول مفاعیل مفاعیل فعول
۷۔	اخرب	مکفوف		ابتر	مفعول مفاعیل مفاعیلن فع
۸۔	اخرب	مکفوف		ازل	مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع
۹۔	اخرب			مجبوب	مفعول مفاعیلن مفعول فَعَل
۱۰۔	اخرب			اہتم	مفعول مفاعیلن مفعول فعول
۱۱۔	اخرب	مخنق		ابتر	مفعول مفاعیلن مفعولن فع
۱۲۔	اخرب	مخنق		ازل	مفعول مفاعیلن مفعولن فاع

دائرۂ اخرم کے اوزان

۱۔	اخرم اشتر مکفوف مجبوب	مفعولن فاعلن مفاعیل فَعَل
۲۔	اخرم اشتر مکفوف اہتم	مفعولن فاعلن مفاعیل فَعول
۳۔	اخرم اشتر ابتر	مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
۴۔	اخرم اشتر ازل	مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
۵۔	اخرم اخرب مکفوف مجبوب	مفعولن مفعول مفاعیل فَعَل
۶۔	اخرم اخرب مکفوف اہتم	مفعولن مفعول مفاعیل فعول
۷۔	اخرم اخرب ابتر	مفعولن مفعول مفاعیلن فع
۸۔	اخرم اخرب ازل	مفعولن مفعول مفاعیلن فاع
۹۔	اخرم اخرب مجبوب	مفعولن مفعولن مفعول فَعَل
۱۰۔	اخرم اخرب اہتم	مفعولن مفعولن مفعول فعول
۱۱۔	اخرم ابتر	مفعولن مفعولن مفعولن فع
۱۲۔	اخرم ازل	مفعولن مفعولن مفعولن فاع

اقبال اکادمی، لاہور سے شائع شدہ ''کلیاتِ اقبال: بالِ جبریل'' میں قطعات، رباعیات ہی کے عنوان سے درج ہیں۔ اقبال کے یہ سب قطعات، رباعی کی ہیئت میں ہیں مگر اوزانِ رباعی سے آزاد ہیں۔ اقبال نے اپنے اِن رباعی نُما قطعات کے لیے جو وزن منتخب کیا وہ بحرِ ہزج مثمن سالم کا مزاحف وزن: ہزج مسدس محذوف رمقصور ''مفاعیلن مفاعیلن فعولن رفعولان'' ہے۔ یہ تمام قطعات اِسی وزن میں کہے گئے ہیں۔ بالِ جبریل میں شامل قطعات بہ عنوان رباعیات، اس لیے رباعی آسا محسوس ہوتے ہیں کہ یہ رباعی کی طرح دو دو شعروں پر مشتمل ہیں اور ان سب کا تیسرا مصرع، رباعی کی طرح غیر مقفیٰ ہے۔ لیکن ان قطعات کو رباعی اس لیے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب چوبیس اوزانِ رباعی میں سے کسی ایک وزن میں بھی نہیں ہیں۔ وزنِ رباعی کے لیے ضروری ہے کہ ''مثمن'' ہیئت میں ہو جب کہ ان قطعات کا وزن ''مسدس'' ہیئت کا حامل ہے۔ ماترک نظام کے پیشِ نظر دیکھا جائے تو وزنِ رباعی کے لیے ضروری ہے کہ بیس (۲۰) حرفی ماترائیں رکھتا ہو جو کہ دس (۱۰) صوتی ماترے بنتے ہیں جب کہ اقبال کے قطعات کا وزن ''مفاعیلُن مفاعیلُن فعولن'' انیس حرفی ماترائیں رکھتا ہے جو کہ ساڑھے نو (۹.۵) صوتی ماترے بنتے ہیں اور اقبال کے قطعات کے وہ مصاریع جو ''مفاعیلُن مفاعیلُن فعولان'' وزن کے حامل ہیں ان کی ماترک ترتیب تو درست ٹھہرے گی کہ وہ بیس حرفی (۲۰) جب کہ دس صوتی (۱۰) ماتروں کے حامل ہوں گے لیکن اس صورت میں بھی وزنِ رباعی کا تقاضا پورا نہ کر سکیں گے کیوں کہ وزنِ رباعی کا ابتدائی رکن شروع سے سببِ خفیف کا حامل ہوتا ہے جب کہ اقبال کے قطعات کے ابتدائی رکن ''مَفاعِیلُن'' کے

شروع میں وتد مجموع ہے۔ لہٰذا کسی طور بھی اقبال کے ان قطعات کو رباعیات قرار نہیں دیا جا سکتا۔ چوں کہ یہ قطعات، رباعی کی ہیئت رکھتے ہیں کہ ان میں مصاریع کی ترتیب وترکیب وہی ہے جو رباعی کی ہوتی ہے اس لحاظ سے انھیں رباعی نما قطعات کہہ سکتے ہیں لیکن ہُوبہ ہُو رباعی قرار نہیں دے سکتے۔ رباعی کا ایک خوب صورت اختصاص یہ بھی ہے کہ اس کے چاروں مصرعے چوبیس اوزان میں سے کوئی سے چار اوزان کے بھی حامل ہو سکتے ہیں۔ رباعی میں مصاریع کا مختلف الوزن ہونا خوب صورتی اور مشاقی متصور ہوتا ہے۔

یہاں کچھ رباعیات پیش کی جاتی ہیں اور پھر اس تناظر میں چند قطعاتِ اقبال کا جائزہ لیتے ہیں:

ہم پر بھی، حسینوں کا کرم تھا اک روز
اس قوم میں اپنا بھی بھرم تھا اک روز
بے زار نگاہوں کی گزر گاہ ہے اب
یہ چہرہ جو نظروں کا حرم تھا اک روز(۲)
(جوشؔ ملیح آبادی)

پہلے تو ہوا غروب میرا چہرہ
پھر یارِ قمر جبیں کا اُترا چہرہ
شاید مرے چہرے کو منانے کے لیے
اُس شوخ نے بھیجا ہے خود اپنا چہرہ(۳)
(جوش ملیح آبادی)

باشد زتب و تاب خودم یاد چناں
دَر زاویۂ خمول بودم حیراں
ناگاہ پِی جاذبۂ حق رفتم
افتاں ، خیزاں ، لرزاں ،نازاں ، رقصاں(۴)
(حافظ محمد افضل فقیرؔ)

ہر سانس میں گردوں سے پیام آتے ہیں
ہر آن چھلکتے ہوئے جام آتے ہیں
بندوں کو جو اک بار لگاتا ہوں گلے
اللہ کے سو بار سلام آتے ہیں(۵)
(جوشؔ ملیح آبادی)

اب اسی تناظر میں اقبال کے درج ذیل چند قطعات ملاحظہ فرمائیں:

رَہ و رسمِ حرم نا محرمانہ
کلیسا کی ادا سوداگرانہ
تبرّک ہے مرا پیراہنِ خاک
نہیں اہلِ جنوں کا یہ زمانہ(۶)
(علامہ اقبال)

ہر اک ذرّے میں ہے شاید مکیں دل
اسی جلوت میں ہے خلوت نشیں دل
اسیرِ دوش و فردا ہے ولیکن
غلامِ گردشِ دوراں نہیں دل(۷)
(علامہ اقبال)

زمانے کی یہ گردش جاودانہ
حقیقت ایک تُو ، باقی فسانہ
کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا
فقط امروز ہے تیرا زمانہ(۸)
(علامہ اقبال)

ترا تن روح سے نا آشنا ہے
عجب کیا! آہ تیری نارسا ہے
تنِ بے روح سے بے زار ہے حق
خدائے زندہ، زندوں کا خدا ہے(۹)
(علامہ اقبال)

اب بہ ظاہر محولہ بالا رباعیات اور قطعاتِ اقبال میں کوئی فرق دکھائی نہیں دے رہا، رباعیات میں بھی شعروں کی تعداد دو ہے اور تیسرا مصرع غیر مقفیٰ ہے اسی طرح قطعات میں بھی شعروں کی تعداد دو ہے اور تیسرا مصرع غیر مقفیٰ ہے۔ یہ سب اس لیے ہے کہ اقبال نے اپنے قطعات رباعی کی ہیئت میں کہے ہیں اگر فنی حوالے سے مذکورہ بالا رباعیات اور قطعات کا جائزہ لیا جائے تو ان کے مابین فرق کی مکمل وضاحت ہو جائے گی۔ شاملِ مضمون پہلی رباعی جوشؔ ملیح آبادی کی ہے۔ جسے یہاں دوبارہ درج کر کے اس کی تقطیع کی جاتی ہے:

ہم پر بھی ، حسینوں کا کرم تھا اک روز
اس قوم میں اپنا بھی بھرم تھا اک روز

بے زار نگاہوں کی گزر گاہ ہے اب
یہ چہرہ جو نظروں کا حرم تھا اک روز

رباعی دائرۂ اخرب کے دو(۲) اوزان کی حامل ہے۔ پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعے کا وزن ''مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع'' ہے جب کہ تیسرے مصرعے کا وزن ''مفعول مفاعیل مفاعیل فَعَل'' ہے۔ تقطیع درج ذیل ہے:

پہلا مصرع

ہَم پَرَبِ	حَسِیْنُوْکَ	کَرَم تَاْاِکْ	رُوْز
مَفْعُوْلُ	مَفَاْعِیْلُ	مَفَاْعِیْلُنْ	فَاْع

دوسرا مصرع

اِس قَوْم	مَاَ پِنَاْبِ	بَرَم تَاْاِکْ	رُوْز
مَفْعُول	مَفَاْعِیْلُ	مَفَاْعِیْلُنْ	فَاْع

تیسرا مصرع

بے زَاْر	نِگَا ہُوْکِ	گُزَرْگَاْہ	ہَاَبْ (ہَاْبْ)
مَفْعُوْل	مَفَاْعِیْلُ	مَفَاْعِیْل	فَعَلْ

چوتھا مصرع

یہُ چِہْرَہ	جُنَظْرُوْکَ	حَرَم تَاْاِکْ	رُوْز
مَفْعُوْل	مَفَاْعِیْلُ	مَفَاْعِیْلُنْ	فَاْع

اب یہاں مضمون میں شامل، اقبال کے پہلے قطعے کی بھی تقطیع کر دیتے ہیں تا کہ فرق کی مکمل وضاحت ہو جائے۔

رَہ و رسمِ حرم نا محرمانہ
کلیسا کی ادا سوداگرانہ
تبرّک ہے مرا پیراہنِ خاک
نہیں اہلِ جنوں کا یہ زمانہ

جیسا کہ پہلے بتا دیا گیا ہے کہ بالِ جبریل میں شامل قطعات بہ عنوان رباعیات، بحر ہزج مسدس محذوف/مقصور ''مَفَاْعِیْلُنْ مَفَاْعِیْلُنْ فَعُوْلُنْ/فَعُوْلَان'' کے حامل ہیں۔ مذکورہ بالا قطعہ بھی اسی وزن میں کہا گیا ہے جس کی تقطیع حسب ذیل ہے:

پہلا مصرع

رَہ و رَسْمے حَرَم نَامَحْ رَمَانَہْ
مَفَاعِیْلُنْ مَفَاعِیْلُنْ فَعُوْلُنْ

دوسرا مصرع

کَلِیْسَا کِیْ اَدَاسُوْدَا گَرَانَہْ
مَفَاعِیْلُنْ مَفَاعِیْلُنْ فَعُوْلُنْ

تیسرا مصرع

تَبَرُّکْ ہَے مِرَا پِیْرَا ہَنےْ خَاکْ
مَفَاعِیْلُنْ مَفَاعِیْلُنْ فَعُوْلَانْ

چوتھا مصرع

نَہِیْ اَہْلے جُنُوْکَایَہْ زَمَانَہْ
مَفَاعِیْلُنْ مَفَاعِیْلُنْ فَعُوْلُنْ

اس طرح مکمل وضاحت ہو جاتی ہے کہ رباعیاتِ اقبال دراصل رباعیات نہیں ہیں بل کہ قطعات ہیں لہذا انھیں رباعیات کا عنوان دینا قرینِ ثواب نہیں۔ محض رباعی کی ہیئت کو پیشِ نظر رکھ کر اشعار کہہ لینے سے شعر رباعی کی ساخت نہیں اختیار کر سکتے، جب تک شعر رباعی کے وزن و آہنگ میں نہ ہوں انھیں کسی طور بھی رباعی نہیں کہا جا سکتا۔

حوالہ جات

۱۔ نصیرؔ، سید نصیر الدین گیلانی، ھوالقادر، الرُباعیاتُ المدحیّہ فی حضرۃِ القادریہّ، اسلام آباد: مہریہ نصیریہ پبلشرز، ۲۰۰۷ء، ص:۱

۲۔ جوشؔ ملیح آبادی، نجوم و جواہر، کینیڈا: جوش لٹریری سوسائٹی، ۲۰۰۸ء، ص:۱۴۵

۳۔ ایضاً

۴۔ فقیرؔ، حافظ محمد افضل، آب و رنگ، لاہور: قاضی پبلی کیشنز، ۱۴۱۳ھ، ص:۹۴

۵۔ جوشؔ ملیح آبادی، قطرہ و قلزم، دہلی: سٹار پبلی کیشنز، س ن، ص:۴۷

۶۔ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال (بالِ جبریل: رباعیات)، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۴ء، ص:۴۰۵

۷۔ ایضاً، ص:۴۰۷

۸۔ ایضاً، ص:۴۱۴

۹۔ ایضاً، ص:۴۱۵